Lesson 4: Al-A'araaf (Ayaat 54 - 84): Day 17

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

پہلی دفعہ یہاں ترتیب سے انبیاء کرام کے قصّے آئیں گے۔اِس کا پچھلی آیت سے اس کا ربط بھی دیکھ لیں۔

وَالۡبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخۡرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَکِدًا ؕ کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّشۡکُرُوۡنَ ﴿۵۸﴾

جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس ہی) نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ ہے ناقص ہوتا ہے۔اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لئے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں (۵۸)

اس ایک آیت پر سبق کا تھیم ہے۔یہ موضوع اس لئے کہ نبیؑ آئے انہوں نے اللہ کا پیغام دیا۔(جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس ہی) نکلتا ہے) کچھ لوگوں نے ایمان قبول کیا۔(اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ ہے ناقص ہوتا ہے۔) کچھ نے انکار کیا اور اللہ کی آیات سے کفر کیا، یعنی وہ ناقص لوگ تھے۔ہم نبیوںؑ کے قصّے اس سوچ کے ساتھ پڑھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں 'وَالۡبَلَدُ الطَّیِّبُ' کی طرح بنا لے۔اور بہترین عمل کی توفیق فرمائے۔آمین

انبیاء کرامؑ میں سے سب سے معروف نبیؑ ابراہیمؑ ہیں۔لیکن آج جو نبیؑ ہم پڑھنے والے ہیں۔

شروع میں جن انبیاء کرامؑ کا ہم پڑھیں گے یہ ابراہیمؑ سے پہلے دور کے نبیؑ ہیں۔اور بعد میں جن کا پڑھیں گے وہ ابراہیمؑ کے بعد آنے والے نبیؑ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کرامؑ کے قصّے کیوں سناتے ہیں؟

اس لئے کہ ہم نبیوںؑ کی سیرت کے بارے میں جان سکیں اور قوموں کے اُن کے ساتھ رویے کو سمجھ سکیں۔ اس موضوع کو انبألرسل کہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ؛

ہم نبیوں کی شخصیت کے روشن پہلو پر غور کر سکیں۔ نبیوں کے کردار میں دو خوبیاں آپ کو ضرور ملیں گی نمبر 1: تقویٰ اور نمبر 2: استقامت۔

کم و بیش سب نبیوںؑ کو ایک جیسے حالات ملے لیکن انہوں نے تقویٰ اور کئی طرح کی مخالفت کے باوجود استقامت کا دامن نہ چھوڑا۔

اگلی بات یہ کہ نبیؑ ہمیشہ ایک قوم کے لئے آتا تھا اور اُسی قوم میں سے آتا تھا۔ جن کے درمیان پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے۔

صرف یوسفؑ کا ذِکر ایک دفعہ آیا ہے لیکن اُن کی قوم کا ذِکر نہیں ہے۔ باقی انبیاؑ کرام کا ذِکر بہت بار آیا ہے۔

سب انبیاء کرامؑ کے قصّے کا سٹائل مختلف ہے لیکن سب کا پیغام ایک ہی تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ یعنی ہمیشہ ایک ہی پیغام دیا گیا۔ جتنی مرتبہ بھی بات کی گئی توحید کا پیغام ہی دیا۔

نبیؑ خاص مدّت کے لئے آتے تھے۔ جب مُدت پوری ہو جاتی تھی تو پھر اللہ کے حکم سے وہاں سے چلے جاتے تھے۔ جب نبیؑ کسی علاقے سے دوسرے ایمان والوں کو لے کر وہاں سے نکل جاتے تو اُس قوم پر عذاب آجاتا تھا۔ نبیؑ کسی قوم میں روح کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے جسم سے روح نکل جائے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح جب نبیؑ اور نیک لوگ کسی قوم سے نکل جاتے تھے تو وہ قوم ختم ہو جاتی تھی۔

یہاں چھے نبیوںؑ کے قصّے تکرار کے ساتھ آئے ہیں۔ حالانکہ انبیاء کرامؑ بہت ہیں لیکن یہ چھے اس لئے کہ مکّہ والے ان سے واقف تھے۔ اور ان انبیاء کرامؑ کی روایات بھی مکّہ میں معروف تھیں۔ جن کو آپ قصّے کہانیاں کہہ سکتے ہیں۔ یہ سب مکّہ کے آس پاس کے علاقوں میں آئے۔ ہو سکتا ہے چین میں یا آسٹریلیا میں بھی بہت نبیؑ آئے ہوں لیکن کیونکہ قرآن پاک میں اُن کا قصّہ نہیں ہے اس لئے ہم اُن سے واقف نہیں ہیں۔ صرف عرب علاقوں کے انبیاء کرام کا تذکرہ آیا ہے۔

آج جب آپ دنیا کے نقشے کو دیکھیں۔ سعودی عرب، عراق، شام اور ان علاقوں کے آس پاس ہی انبیاء کرامؑ کے بارے میں پتا چلتا ہے۔ جن کا قران پاک میں تذکرہ ملتا ہے۔

سب سے پہلے نوحؑ کا ذِکر ہے۔ یہ سب سے پہلے صاحبِ شریعت نبیؑ تھے۔ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ جب آدمؑ دُنیا میں آئے تو لوگ فطرت پر تھے۔ گناہ عام نہ تھا۔ شریعت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ پھر کچھ عرصے بعد شرک شروع ہوُا۔ نوحؑ کی قوم کے پانچ بڑے بزرگ تھے۔ لات منات،۔ یہ پانچ نیک لوگ تھے۔ باقی لوگ ان کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے اُن کی شبیہیں بنالیں تاکہ اُن نیک لوگوں کو یاد رکھیں۔ شیطان نے اُن کو بہکایا اور پھر اگلی نسل نے اُن کے بت بنالئے کہ شبیہ تو مٹ جاتی ہے۔ پھر شیطان نے وہ بُت عبادت گاہوں میں رکھوا دیئے۔ اس طرح دُنیا میں شرک شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے لوگ عزت کرتے ہیں، پھر اگلی نسل اُن کو خدا تک کا وسیلہ سمجھ لیتی ہے۔

کچھ مفسرین کہتے ہیں؛ آدم اور نوح علیہم السلام کے درمیان دس زمانے تھے جو اسلام پر گزرے تھے۔ اصنام پرستی کا رواج اس طرح شروع ہوا کہ جب اولیاء اللہ فوت ہو گئے تو ان کی قوم نے ان کی قبروں

پر مسجدیں بنالیں اور ان میں ان بزرگوں کی تصویریں بنالیں تا کہ ان کا حال اور ان کی عبادت کا نقشہ سامنے رہے اور اپنے آپ کو ان جیسا بنانے کی کوشش کریں لیکن کچھ زمانے کے بعد ان تصویروں کے مجسمے بنالیے۔کچھ اور زمانے کے بعد انہی بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کے نام انہی اولیاءاللہ کے ناموں پر رکھ لیے۔ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر وغیرہ۔

جب بت پرستی کا رواج ہو گیا، اللہ نے اپنے رسول نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ نے انہیں اللہ واحد کی عبادت کی تلقین کی اور کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن تمہیں عذاب نہ ہو۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔۔۔۔سورۃ البقرہ آیت 213

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو خدا نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے۔ اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھادی۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے (۲۱۳)

شروع میں انسان توحید پر تھے۔ پھر نوحؑ کے دَور میں شرک شروع ہو گیا تھا۔

بچوں کو یہ بات سمجھائیں کہ سب توحید پر تھے۔ انسان فطرت پر پیدا ہوُا تھا۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۵۹﴾

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے (ان سے کہا) اے میری برادری کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے (۵۹)

نبیؑ کو اللہ منتخب کرتا ہے۔ پھر اُن کا پیغام دیکھیں۔ 'اے میری قوم'، سب سے پہلا نقطہ توحید کی طرف بلایا۔ ہر نبی اپنی قوم کی طرف آیا۔ سب نے یہی پیغام دیا۔ اللہ کو ہی مانو۔ اللہ ایک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے نبیؐ رحمۃٌ للعلمین تھے۔ سب قوموں کے لئے آئے تھے۔

اللہ کے نبیؐ نے کبھی اے میری قوم نہیں کہا۔ وہ ہمیشہ **"یاایھالناس"** کہہ کر بلاتے تھے۔ وہ عرب و عجم سب کے لئے تھے۔

ایک خاص نقطہ نوٹ کریں کہ انبیاء کرامؑ نے اللہ کو مانو نہیں کہا بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ کو ایک مانو۔ اللہ کو رَب تو ہر کوئی مانتا ہے۔ کوئی کسی نام سے کوئی کسی نام سے۔ لیکن اللہ کو ایک ماننا ہے۔ شرک نہیں کرنا۔ توحید پر ایمان لانا ہے۔

نوح کے زمانے میں دنیا میں کم آبادی تھی۔ لوگ کم تھے۔

اللہ نے معجزانہ طور پر نوحؑ کو 1000 سال کی عمر عطا فرمائی۔ نوحؑ نے 950 سال تک دین کی تبلیغ کا کام کیا تھا۔ اللہ نے دکھا دیا کہ دین کا کام کرنے والوں کی عمر میں بھی برکت ڈال دی جاتی ہے۔

آدم علیہ السلام کے دنیا میں آنے کے بعد ان کی اولاد دنیا میں خوب پھلی پھولی لیکن ایک مدت گزر جانے کے بعد وہ لوگ خدا کو بھول چکے تھے اور ایک خدا کی بجائے انہوں نے مٹی اور پتھر کے کئی خدا بنا لیے تھے نہ صرف ان کی عبادت گاہیں بتوں سے اٹی پڑی تھیں بلکہ ہر گھر میں بت رکھے ہوئے تھے جن کی وہ پوجا کیا کرتے اور ان سے مرادیں مانگا کرتے تھے۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے احسانات جتلا کر سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین کی اور اس بری راہ سے منع فرمایا ان لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور کہا: بھلا یہ بتاؤ کہ تم نبی کیسے بن گئے؟ تم تو ہمارے جیسے گوشت پوست کے بنے ہوئے ہو اور ہم میں ہی پیدا ہوئے ہو تم میں ایسی کون سی چیز ہے جس سے ہم تمہیں نبی سمجھیں اور اگر خدا کو نبی ہی بھیجنا تھا تو وہ کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیج دیتا۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے احسانات جتلائے اور کہا تم کو چاہیے کہ ان بے کار بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرو اور میں اس کی تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، تمہاری ہی بھلائی کے لیے تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ نوح علیہ السلام نے کوئی ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں وعظ و تبلیغ کی اور کوشش کی کہ وہ خدائے واحد کے سچے پرستار بن جائیں مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا، بلکہ حضرت نوح علیہ السلام وعظ فرماتے تو ان کو مذاق مستی میں اڑاتے، کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تاکہ ان کی آواز کانوں میں نہ پہنچ جائے صرف چند لوگ تھے جو آپ پر ایمان لائے۔ قوم کی یہ سرکشی اور نافرمانی دیکھ کر نوح علیہ

السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ اے اللہ، میں تو اس قوم سے تنگ آ گیا ہوں، اب تو ہی ان سے بدلہ لے۔

کشتی نوح: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک کشتی بناؤ اور یہ بھی حکم دے دیا کہ دیکھنا اب کسی کی سفارش نہ کرنا، اب ان پر ضرور عذاب نازل ہو کے رہے گا حضرت نوح علیہ السلام خدا کے حکم کے مطابق کشتی بنانے میں لگ گئے۔ جب آپ کشتی بنا رہے تھے تو قوم کے لوگ اس کا مذاق اڑا رہے تھے طعنے کس رہے تھے کہ کل تک تبلیغ کر رہے تھے آج بڑھئی بن گئے ہیں۔ کبھی کہتے کہ کشتی تو بنا رہے ہو، لیکن دریا کہاں سے لاؤ گے کشتی چلانے کے لیے!

حضرت نوح علیہ السلام اپنے کام میں لگے رہے۔ جب کشتی بن کر تیار ہو گئی تو خدا نے حکم دیا کہ اپنے اہل اور ان لوگوں کو کشتی پر سوار کر لو جو مجھ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا بھی کشتی میں رکھ لو۔

قوم نوح پر عذاب: جب سب لوگ کشتی میں بیٹھ گئے تو خدا کے حکم سے زمین کے سوتے پھوٹ پڑے اس کے ساتھ ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی زمین پر پانی بڑھنے لگا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی میں تیرنے لگی، پانی بڑھا تو حضرت نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کا بیٹا پانی میں ڈوبنے لگا ہے آپ نے اسے آواز دی کہ اب بھی آ جاؤ تا کہ خدا کے عذاب سے بچ سکو مگر اس نے جواب دیا تم جاؤ، میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی جان بچا لوں گا۔ پانی تھا کہ تھمنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ دنیا کے نافرمان اور سرکش لوگ اس سیلاب میں فنا کی گھاٹ اتر گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑی کی چوٹی پر جا کر ٹھہر گئی۔ اب خدا کے حکم سے سیلاب تھم گیا اور زمین نے سارا پانی

اپنے اندر جذب کر لیا۔ اب خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ کشتی سے اتر جاؤ تجھ پر اور وہ لوگ جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان پر ہماری رحمتیں برکتیں نازل ہوں گی۔ چوں کہ اس طوفان میں دنیا کے تمام لوگ ہی فنا ہو گئے تھے، صرف چند لوگ ہی زندہ بچے تھے اس لیے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے ان ہی کی اولاد اس وقت دنیا میں آباد ہے۔

جودی پہاڑ: قرآن کریم کے مطابق کشتی نوح جودی پہاڑ پر آکر ٹھیری تھی۔ جودی پہاڑ مشرقی ترکی میں واقع برف سے ڈھکی ایک چوٹی ہے۔ آرمینیا کی سرحد سے 300 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

نوح علیہ السلام کی اولاد:

نوح علیہ السلام کے تین بیٹے طوفان میں بچ گئے تھے کیونکہ وہ مسلمان تھے: "حام" "سام" اور "یافث" ۔ مؤرخین کا نظریہ ہے کہ کرہ زمین کی اس وقت کی تمام نسلِ انسانی کی بازگشت انہی تینوں فرزندوں کی طرف ہے۔ ایک گروہ "حامی" نسل ہے جو افریقہ کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ دوسرا گروہ "سامی" نسل ہے جو شرق اوسط اور مشرق قریب کے علاقوں میں رہتے ہیں۔ یہاں ہی قومِ عاد تھی۔ جن کی طرف ھودؑ کو بھیجا گیا تھا۔ جب ھودؑ نے توحید کی تبلیغ کی، لوگوں نے انکار کیا تو وہ وہاں سے چلے گئے تو پھر قومِ عاد پر عذاب آیا۔ کچھ بچے لوگ جو ھودؑ کے ساتھ چلے گئے تھے وہ کچھ دور شمال کی طرف آباد ہو گئے۔ جو بعد میں قومِ ثمود بنے۔ اُن کی طرف شیعبؑ کو بھیجا گیا۔ وہ بڑے بڑے پہاڑوں کو تراش کر گھر بنا کر رہتے تھے۔ یہ علاقہ عقبہ کا علاقہ کہلاتا۔ یہاں مدین کے لوگ آباد تھے۔ پھر اس قوم نے کفر اور انکار کیا تو اِن پر بھی عذاب آیا۔ ان سے کچھ فاصلے پر بحرِ مُردار ہے۔ جس کو Dead Sea

کہتے ہیں۔ یہاں امورہ نام کی بستی تھی جہاں لوطؑ کو بھیجا گیا۔ پھر کچھ عرصے بعد انہی علاقوں میں موسیٰؑ تشریف لائے۔

اور "یافث" کی نسل کو چین میں آباد سمجھتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب آتا تو نبیؑ کا ساتھ دینے والے اچھے لوگ بچ جاتے۔ پھر اُنہی کی نسل میں سے لوگ شرک شروع کر دیتے۔ پھر اُن پر عذاب آتا۔ اُن میں سے نیک لوگ بچا لئے جاتے۔ اور یہ سلسلہ جاری رہا۔

نوحؑ کی تبلیغ سے یہ بات سیکھیں کہ لوگوں کو توحید پر اکٹھا کریں۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦٠﴾

تو جو اُن کی قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں (٦٠)

اَلْمَلَاُ : م ل ء۔ بھرے ہوئے۔ اور لَنَرٰىكَ میں ن ر ء۔ رویتِ نظری۔ یعنی کسی چیز کو دیکھنا۔ رویتِ قلبی یعنی اُن کی عقل اور سوچ کے مطابق نوحؑ غلط راہ پر تھے (نعوذ باللہ)

سردار کہنے لگے؛ یعنی قوم ایک طرف اور تم اکیلے دوسری راہ پر ہو۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾

انہوں نے کہا اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں پروردگار عالم کا پیغمبر ہوں (٦١)

وہ بالکل نہیں گھبرائے نہ کوئی بحث کی صرف یہی کہا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو (۶۲)

رسولوں کی زندگی سے خاص عمل کا نقطہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اور دوسروں سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ اُن کو یہ پرواہ نہیں ہوتی کہ لوگ ہمیں کیا کہتے ہیں؟

ایک دوسری طرح کے مبلغ ہوتے ہیں۔ وہ ریاکار ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں سے بحث کرتے ہیں اور غصّے میں آجاتے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح دین کی تبلیغ کرنے والا بنا دے۔ اور ہم خیر خواہ مبلغ بن جائیں۔ آمین۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ وہ تم کو ڈرائے اور تا کہ تم پرہیز گار بنو اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے (۶۳)

آپ یہ دیکھیں کہ وہ غصے میں آنے کی بجائے اپنی قوم کو کیسے پیار سے سمجھا رہے ہیں۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ مگر ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ تو ہم نے نوح کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے

ان کو تو بچالیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اندھے لوگ تھے (٦٤)

یعنی حق دیکھنے سے اندھے تھے۔ اللہ کی نشانیوں کو نہ دیکھ سکے۔ تو جب کوئی آپ کو جھٹلائے تو رسولوں کو یاد کر لیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو میری تکلیفوں کو یاد کرنا۔

ہمارے لئے سبق یہ ہے کہ حق کے ساتھ تھوڑے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اُن پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ اللہ حق والوں کو بچا لیتا ہے۔ وہ دُنیا اور آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ہم نے صبر دِکھانا ہے۔ کوئی ہماری دعوت پر نہ آئے تو ہمت نہ ہاریں۔ کسی کی باتیں نہ کریں۔

آگے قومِ ھودؑ کی قوم عاد کا قصّہ ہے؛

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا‌ ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ‌ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۶۵﴾

اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں؟ (٦٥)

یہاں اَخَاهُمۡ بھائی سے مُراد دینی بھائی ہے۔ ویسے نسلی اعتبار سے ھودؑ نوحؑ کے پوتے لگتے تھے۔

اللہ فرماتا ہے کہ جیسے قوم نوح کی طرف نوح علیہ السلام کو ہم نے بھیجا تھا، قوم عاد کی طرف ہود علیہ السلام کو ہم نے نبی بنا کر بھیجا، یہ لوگ عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ یہ عاد اولیٰ ہیں۔ یہ جنگل میں ستونوں میں رہتے تھے۔ یہ لوگ بڑے قوی، طاقتور اور لمبے چوڑے قد کے تھے۔ جیسے فرمان ہے کہ عادیوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور نعرہ لگایا کہ ہم سے زیادہ قوی کون ہے؟ کیا

انہیں اتنی بھی تمیز نہیں کہ ان کا پیدا کرنے والا یقیناً ان سے زیادہ قوت و طاقت والا ہے۔ وہ ہماری آیتوں سے انکار کر بیٹھے۔ ان کے شہر یمن میں احقاف تھے، یہ ریتلے پہاڑ تھے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَـنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَـنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۶۶)

اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ اگر ہمیں کوئی ایسی باتیں کرے تو ہم کیا کرینگے؟ ہم تو غصّے میں آ جائینگے۔ لیکن نبیؑ کیا کہتے ہیں؟

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰـكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَـكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾

انہوں نے کہا کہ بھائیو مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں (۶۷) میں تمہیں خدا کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں (۶۸)

اصل مخلص وہ ہے جو ہمیشہ خلوص اور خیر خواہی دکھاتا ہے۔ امین اس لئے کہ اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَۤاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو تو کرو جب اس نے تم کو قوم نوح کے بعد سردار بنایا۔ اور تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ نجات حاصل کرو(۶۹)

قومِ نوح تباہ ہوئی تو پھر قومِ عاد کو عروج ملا۔ اللہ نے ان کو بہت نعمتیں دیں۔ بہت ترقی دی۔ انہی میں ایک شخص شدّاد تھا جس نے اپنی جنت بنائی تھی۔ جس کے آج کھنڈرات ملتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھیں کہ بنانے والے سب چلے گئے۔

اٰلَآءَ : نعمت۔ احسان اور قدرت کے معنی میں آتا ہے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ وہ کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے خدا ہی کی عبادت کریں۔ اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں ان کو چھوڑ دیں؟ تو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اسے لے آؤ(۷۰)

قوموں پر عذاب اسی لئے آتے ہیں کیونکہ اُن کے عقائد خراب ہو جاتے ہیں۔ وہ توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگتے ہیں اور دوسری معاشرتی برائیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ مختلف نام رکھ کر دوسروں کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾

ہود نے کہا تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب کا (نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنی طرف سے) رکھ لئے ہیں۔ جن کی خدا نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ تو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۷۱)

قوم عاد کے بتوں کے نام یہ ہیں: صد، صمود ھبا۔ ان کی اس ڈھٹائی کے مقابلے میں اللہ کے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری اِن باتوں سے بے شک تم پر اللہ کا عذاب اور اس کا غضب ثابت ہو گیا۔ «رِجْسٌ» سے مراد «رِجز» یعنی عذاب ہے۔ ناراضی اور غصے کے معنی یہی ہیں۔

پھر فرمایا کہ تم ان بتوں کی بابت مجھ سے جھگڑ رہے ہو جن کے نام بھی تم نے خود رکھے ہیں یا تمہارے بڑوں نے اور خواہ مخواہ بے وجہ انہیں معبود سمجھ بیٹھے ہو، یہ پتھر کے ٹکڑے محض بے ضرر اور بے نفع ہیں۔ نہ اللہ نے ان کی عبادت کی کوئی دلیل اتاری ہے۔ ہاں اگر مقابلے پر اتر ہی آئے ہو تو منتظر رہو، میں بھی منتظر ہوں۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ مقبول بارگاہ رب کون ہے اور مردود بارگاہ کون ہے؟ کون مستحق عذاب ہے اور کون قابل ثواب ہے؟ آخر ہم نے اپنے نبی علیہ السلام کو اور ان کے ایماندار ساتھیوں کو نجات دی اور کافروں کی جڑیں کاٹ دیں۔

کیا آج ہم نے بھی کچھ نام گنج بخش، غریب نواز، کرنے والے وغیرہ رکھ لئے ہیں؟

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾

پھر ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو نجات بخشی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں (۷۲)

قرآن کریم کے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تباہی کی صورت بیان فرمائی ہے کہ ان پر خیر سے خالی، تند اور تیز ہوائیں بھیجی گئیں جس نے انہیں اور ان کی تمام چیزوں کو غارت اور برباد کر دیا۔ عاد لوگ بڑے زناٹے کی سخت آندھی سے ہلاک کر دیئے گئے جو ان پر برابر سات رات اور آٹھ دن چلتی رہی۔ سارے کے سارے اس طرح ہو گئے جیسے کھجور کے درختوں کے تنے الگ ہوں اور شاخیں الگ ہوں۔ دیکھ لے! ان میں سے ایک بھی اب نظر آ رہا ہے؟ ان کی سرکشی کی سزا میں سرکش ہوا اُن پر مسلط کر دی گئی جو ان میں سے ایک ایک کو اٹھا کر آسمان کی بلندی کی طرف لے جاتی اور وہاں سے گراتی جس سے سر الگ ہو جاتا، دھڑ الگ گر جاتا۔ برابر سات راتیں اور آٹھ دن تک یہ آگ والی ہوا اُن پر چلتی رہی اور عذاب کا بادل ان پر برستا رہا۔ تمام عادیوں کا ستیاناس ہو گیا۔

ہود علیہ السلام اور آپ کے مومن ساتھی ایک باغیچے میں چلے گئے۔ وہاں اللہ نے انہیں محفوظ رکھا۔ وہی ہوا ٹھنڈی اور بھینی بھینی ہو کر ان کے جسموں کو لگتی رہی جس سے روح کو تازگی اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی رہی۔

ہم سب جائزہ لیں کہ جب کوئی قوم اللہ کے مقابلے میں بڑی بنتی ہے تو پھر اُس کا کیا حال ہوتا ہے؟

ابھی تک ابراہیمؑ سے پہلے والی قوموں کا تذکرہ ہے۔ اُس وقت تک شرک ہی بڑا جُرم تھا۔

جب انسان کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو پھر وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اللہ سے شعور مانگیں۔

جس کو اللہ کی معرفت ہو جاتی ہے وہ گناہ سے بچ جاتا ہے۔

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَـكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۳﴾

اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ (تو) صالح نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے۔ (یعنی) یہی خدا کی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے۔ تو اسے (آزاد) چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ عذابِ الیم میں تمہیں پکڑ لے گا(۷۳)

نبیؑ اُسی قوم میں سے ہوتا ہے، تا کہ انہی کی زبان میں اُن سے بات چیت کر سکے۔ دوسرا انہی میں پلا بڑھا ہوتا ہے تا کہ لوگ دیکھ سکیں کہ وہ ایک صالح اور امانت دار شخص ہے۔

جہاں بھی بات کرنی ہو تو آپ کو لوگوں کے حالات پتا ہونا چاہیئے۔ اُس شہر کے مسائل کیسے ہیں؟ کیا لوگ دین سے جُڑے ہوئے ہیں؟

علماء نے بیان کیا ہے کہ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح, یہ بھائی تھا جدیس بن عامر کا۔ اسی طرح قبیلہ طسم یہ سب خالص عرب تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ثمودی عادیوں کے بعد ہوئے ہیں۔ ان کے شہر حجاز اور شام کے درمیان وادی القری اور اس کے ارد گرد مشہور ہیں۔ سنہ ۹ھ میں تبوک جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اجاڑ بستیوں میں سے گزرے تھے۔

وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُهُوۡلِهَا قُصُوۡرًا وَّتَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُيُوۡتًا‌ ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَۤاءَ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۷۴﴾

اور یاد تو کرو جب اس نے تم کو قوم عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا کہ نرم زمین سے (مٹی لے لے کر) محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو (۷۴)

صالح علیہ السلام فرماتے ہیں: لوگو! تمہارے پاس دلیل الٰہی آچکی جس میں میری سچائی ظاہر ہے۔ ان لوگوں نے صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا تھا کہ ایک سنگلاخ چٹان جو ان کی بستی کے ایک کنارے پڑی تھی جس کا نام کاتبہ تھا، اس سے آپ ایک اونٹنی نکالیں جو گابھن ہو (دودھ دینے والی اونٹنی جو دس ماہ کی حاملہ ہو) صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تو تم ایمان قبول کر لوگے ؟ انہوں نے پختہ وعدے کئے اور مضبوط عہد وپیمان کئے۔ صالح علیہ السلام نے نماز پڑھی، دعا کی۔ ان سب کے دیکھتے ہی چٹان نے ہلنا شروع کیا اور چیخ گئی۔ اس کے پیچھے سے ایک اونٹنی نمودار ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی ان کے سردار جندع بن عمرو نے تو اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی۔ باقی سردار ایمان نہ لائے۔ اس حاملہ اونٹنی کو اس وقت بچہ ہوا۔ ایک مدت تک دونوں ان میں رہے۔ ایک دن اونٹنی ان کا پانی پیتی، یہ اونٹنی ثمودیوں کی بستی حجر کے ارد گرد چرتی چگتی تھی۔ ایک راہ جاتی، دوسری راہ آتی۔ یہ بہت ہی موٹی تازی اور ہیبت والی اونٹنی تھی۔ جس راہ سے گزرتی سب جانور ادھر ادھر ہو جاتے۔

کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ان اوباشوں نے ارادہ کیا کہ اس کو مار ڈالیں تا کہ ہر دن ان کے جانور برابر

پانی پی سکیں۔ ان اوباشوں کے ارادوں پر سب نے اتفاق کیا۔ یہاں تک کہ عورتوں اور بچوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور انہیں شہ دی کہ ہاں اس اونٹنی کو مار ڈالو۔

قومِ ثمود تقریباً چھے ہزار سال پہلے ہو گزری ہے۔ ان کی نشانیاں آج بھی کھنڈرات کی صورت میں عبرت کے لئے نظر آتی ہیں۔ اِن کے پتھروں کے گھر آج بھی وہیں خالی پڑے ہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

تو ان کی قوم میں سردار لوگ جو غرور رکھتے تھے غریب لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے کہنے لگے بھلا تم یقین کرتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جو چیز دے کر وہ بھیجے گئے ہیں ہم اس پر بلاشبہ ایمان رکھتے ہیں (۷۵)

یہ دیکھیں کہ جن لوگوں کو یقین ہوتا ہے وہ استقامت دکھاتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ تو (سرداران) مغرور کہنے لگے کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کو نہیں مانتے (۷۶)

وہ متکبر لوگ غرور میں انکار کرتے رہے۔ آج بھی کچھ لوگ طاقت، کچھ مال اور کچھ علم کے غرور میں کفر کرتے ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ آخر انہوں نے اونٹ (کی کونچوں) کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور

کہنے لگے کہ صالح! جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے تھے اگر تم (خدا کے) پیغمبر ہو تو اسے ہم پر لے آؤ (۷۷)

پاؤں کے پیچھے کے پٹھے کو کونچ کہتے ہیں۔ ٹخنے کے اوپر سے جب وہ کاٹ دیئے گئے تو وہ کھڑی نہ رہ سکی، گر گئی۔ زخمی ہو گئی۔ صالح علیہ السلام کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ گھبرائے ہوئے موقع پر پہنچے۔ دیکھا کہ اونٹنی بے جان پڑی ہے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فرمایا بس اب تین دن میں تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے، ہوا بھی یہی۔ بدھ کے دن ان لوگوں نے اونٹنی کو قتل کیا تھا اور چونکہ کوئی عذاب نہ آیا۔ اس لیے اترا گئے اور ان مفسدوں نے ارادہ کر لیا کہ آج شام کو صالح علیہ السلام کو بھی مار ڈالو۔ اگر واقعی ہم ہلاک ہونے والے ہی ہیں تو پھر یہ کیوں بچا رہے ہے؟ اگر ہم پر عذاب نہیں آتا تو بھی آؤ، روز روز کے اس جھنجھٹ سے پاک ہو جائیں۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾ تو ان کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۷۸)

مرد، عورت، بچے، بوڑھے اول سے آخر تک سارے کے سارے تباہ ہو گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَـكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِيۡنَ ﴿۷۹﴾ پھر صالح ان سے (ناامید ہو کر) پھرے اور کہا کہ میری قوم! میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی مگر تم (ایسے ہو کہ) خیر خواہوں کو دوست ہی نہیں رکھتے (۷۹)

صالح علیہ السلام اپنی قوم سے فرمارہے ہیں کہ میں نے تو ہمدردی کی انتہا کر دی، اللہ کے پیغام کی تبلیغ میں تمہاری خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہیں کی لیکن آہ! نہ تم نے اس سے کوئی فائدہ اٹھایا، نہ حق کی پیروی کی، نہ اپنے خیر خواہ کی مانی۔ بلکہ اسے اپنا دشمن سمجھا۔

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۰﴾

اور اسی طرح جب ہم نے لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا (۸۰)

لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کے بیٹے تھے۔ بھتیجے تھے۔ نسل کے اعتبار سے سامی تھے۔ لوط علیہ السلام ہاران بن آزر کے بیٹے تھے، ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ ہی کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا تھا اور آپ ہی کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کی تھی۔

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ یہ قوم لوطؑ کی قوم نہ تھی۔ بلکہ یہ وہاں ہجرت کر کے آئے تھے۔

لوطؑ ابراہیمؑ کے زمانے کے نبیؑ تھے۔ اسی لئے ابراہیمؑ کا تذکرہ نہیں ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اُن قوموں کا تذکرہ کیا جن کی قومیں تباہ کی گئی تھیں۔

سدوم اور عمورہ اُس وقت کے تجارتی مراکز تھے۔ بہت ترقی یافتہ شہر تھے۔ اِن کو وہاں کے لوگوں کی طرف نبیؑ بنا کر بھیجا گیا۔ آپ نے انہیں اور آس پاس کے لوگوں کو اللہ کی توحید اور اپنی اطاعت کی طرف بلایا۔ نیکیوں کے کرنے، برائیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ جن میں ایک برائی اغلام بازی /

مردوں کے لڑکوں کے ساتھ ناجائز تعلقات تھی جو ان سے پہلے دنیا سے نہ تھی۔ اس بدکاری کے موجد یہی ملعون لوگ تھے۔

یہاں یہ دیکھیں کہ مبلغ کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو غلط کاموں پر منع کریں۔

اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ‌ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾ یعنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو (۸۱)

اسی لیے لوط علیہ السلام نے ان حرام کاروں سے فرمایا کہ تم سے پہلے تو یہ ناپاک اور خبیث فعل کسی نے نہیں کیا۔ عورتوں کو جو اس کام کے لئے تھیں، چھوڑ کر تم مردوں پر ریجھ رہے ہو؟ اس سے بڑھ کر اسراف اور جہالت اور کیا ہو گی؟

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ‌ ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۸۲﴾

فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ‌ۖ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا‌ ؕ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۸۴﴾

تو ان سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ ان لوگوں (یعنی لوط اور اس کے گھر والوں) کو اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں (۸۲) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا مگر ان کی بی بی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی (۸۳) اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینھ برسایا۔ سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا (۸۴)

قوم لوط پر بھی نبی کی نصیحت کارگر نہ ہوئی بلکہ الٹا دشمنی کرنے لگے اور دیس سے نکال دینے پر تل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مع ایمانداروں کے وہاں سے صحیح سالم بچالیا اور تمام بستی والوں کو ذلت و پستی کے ساتھ تباہ وغارت کر دیا۔

ان کا یہ کہنا کہ یہ بڑے پاکباز لوگ ہیں، بطور طعنے کے تھا اور یہ بھی مطلب تھا کہ یہ اس کام سے جو ہم کرتے ہیں، دور ہیں۔ پھر ان کا ہم میں کیا کام؟

لوط علیہ السلام اور دوسرے ایمان والے اللہ کے ان عذابوں سے بچ گئے جو لوطیوں پر نازل ہوئے۔ بلکہ خاندان لوط میں سے بھی خود لوط علیہ السلام کی بیوی ہلاک ہوئی کیونکہ یہ قوم کے کافروں کی طرف دار تھی۔ اگر کوئی مہمان آتا تو اشاروں سے قوم کو خبر پہنچا دیتی۔ اسی لیے لوط علیہ السلام سے کہہ دیا گیا تھا کہ اسے اپنے ساتھ نہ لے جانا بلکہ اسے خبر بھی نہ کرنا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ساتھ تو چلی لیکن جب قوم پر عذاب آیا تو اس کے دل میں ان کی محبت آگئی اور رحم کی نگاہ سے انہیں دیکھنے لگی۔ وہیں اسی وقت وہی عذاب اس بدنصیب پر بھی آگیا لیکن زیادہ قوی پہلا ہی ہے یعنی نہ اسے لوط علیہ السلام نے عذاب کی خبر کی، نہ اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ یہیں باقی رہ گئی اور پھر ہلاک ہو گئی۔

لوط علیہ السلام اور ان کے مسلمان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شہر سے نکلتے ہی عذاب الٰہی ان پر بارش کی طرح برس پڑا۔ وہ بارش پتھروں اور ڈھیلوں کی تھی جو ہر ایک پر بالخصوص نشان زدہ اسی کے لئے آسمان سے اتر رہے تھے۔

سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا

آج ایسا عذاب کیوں نہیں آتا؟ اس لئے کہ ابھی تک مسلمان ایسے کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کافروں پر اتنا غصّہ نہیں آتا کیونکہ اُن کے لئے تو جہنم کی سزا ہے۔ لیکن مسلمان اپنے آپ کو اللہ کا اطاعت گزار کہہ کر گناہ کرے تو اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین